آج کے انتخابات کے ممکنہ نتائج

مستقبل

فرخ سہیل گوئندی

05-11-2013

آج پاکستان میں براہِ راست انتخابات ہونے جا رہے ہیں۔ پاکستان کی بنیاد جمہوریت اور عوامی جدوجہد کے نتیجے میں پڑی۔ اس خطے میں بسنے والے لوگوں نے کلونیل ازم کے خلاف بھرپور جدوجہد کرتے ہوئے ایک نئی ریاست کے قیام کا فیصلہ کیا اور ان کی خواہش تھی کہ کلونیل ازم اور کلونیل ریاستی ڈھانچے کی بجائے عوامی فلاحی ریاست قائم کی جائے، لیکن قیامِ پاکستان کے بعد زیادہ عرصہ غیر منتخب لوگوں کی حکمرانی کا دَور رہا۔ منتخب ادوار میں بھی درحقیقت انہی قوتوں کو بالادستی حاصل رہی جو آمرانہ ادوار میں حکمرانی کرتے رہے۔ پاکستان اور برصغیر میں جمہوریت کی تعریف صرف انتخابات تک محدود کر دی گئی ہے۔ جب ہمارے ہاں بھارت کو Idealise کر کے ایک جمہوری ریاست کہا جاتا ہے تو یہ ایک مکمل تجزیہ یا حقیقت نہیں۔ وہاں پر انتخابات کے تسلسل کو جمہوریت سے تعبیر کیا گیا اور یہاں پر انتخابات کے عدم تسلسل کو جمہوری رکاوٹ کہا جاتا ہے، جب کہ حقیقت میں دونوں ریاستوں میں ریاست، سیاست اور سماج حقیقی Democratization کے عمل میں داخل ہی نہیں ہوئے۔ اس لیے بھارت میں جمہوریت وہاں کے عام آدمی کی زندگی بدلنے میں کامیاب نہیں ہوسکی، سوائے اس کے وہاں کی حکمران اشرافیہ نے وہاں پر ایک بڑی مڈل کلاس کو اپنے نظام کو وسعت دینے کے لیے جنم دیا ہے اور بھارت جو کہ دنیا کی سب سے بڑی غربت ہے، وہاں کی اشرافیہ ایک محدود مڈل کلاس کے ساتھ اتحاد کر کے جمہوریت کے نام پر ریاست کے اقتدار اور وسائل پر قابض ہے۔

پاکستان میں حالیہ انتخابات سے بہت پہلے پاکستان تحریک انصاف نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ پاکستان میں Change لے آئیں گے۔ وہ اسی دعوے کے ساتھ حالیہ انتخابی عمل میں شامل ہے اور ان کے قائد جناب عمران خان کا کہنا ہے کہ ہم 11 مئی کو ایک نیا پاکستان بنانے جا رہے ہیں۔ پاکستان کے مروّجہ انتخابی نظام اور اس کے پیچھے متحرک سیاسی طاقتوں کے پس منظر میں یہ ایک طفلانہ دعویٰ ہے کہ ہم حالیہ سماجی اور انتخابی ڈھانچے کے ذریعے ریاست کی تشکیل نو کریں گے۔ اس جمہوریت کی تعریف صرف اتنی ہے کہ یہ آمرانہ طرزِ حکومت سے کہیں بہتر نظام ہے کہ جس میں عام آدمی کو ووٹ کے عمل میں داخل کر کے حکمرانی کی رائے لی جاتی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ عوام کی اقتدار میں شرکت اظہارِ رائے تک محدود ہے جب کہ ''منتخب حکمرانی'' کے اس عمل میں وہی اشرافیہ اسمبلیوں اور اقتدار کے ایوانوں میں داخل ہوگی جس کا سماج، معیشت، اقتصادیات اور ریاست کے وسائل پر کنٹرول ہے تو پھر تبدیلی کون اور کیسے لائے گا؟ حالیہ انتخابات اسی تناظر میں ہونے جا رہے ہیں اور وہی جماعتیں ایک جیسے معاشی، اقتصادی اور سیاسی منشور کے ساتھ انتخابات میں حصہ لے رہی ہیں جنہوں نے 2008ء کے انتخابات میں حصہ لیا، سوائے ان جماعتوں کے جنہوں نے 2008ء کے انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ ایسی جماعتوں میں سرفہرست پاکستان تحریک انصاف ہے، جس کا دعویٰ ہے کہ 30 اکتوبر 2011ء کے بعد اس نے دوسرا جنم لیا ہے اور یہ کہ وہ پاکستان میں انقلابی تبدیلیاں برپا کر دے گی لیکن اگر آپ سارے ملک میں انتخابات میں حصہ لینے والوں کی فہرست کا بغور مطالعہ کریں تو تقریباً 90 فیصد وہی لوگ انتخابی امیدوار ہیں جنہوں نے 2008ء کے انتخابات میں حصہ لیا۔ اس دوران اہم بات صرف یہ ہوگی کہ پاکستان پیپلز پارٹی انتخابی نتائج میں وہ پوزیشن حاصل نہیں کر سکے گی جو اس نے 2008ء کے انتخابات میں حاصل کی تھی اور اگر 30 اکتوبر 2011ء کو پاکستان تحریک انصاف کا ''دوسرا جنم'' نہ کروایا جاتا تو موجودہ

انتخابی عمل کے نتیجے میں مسلم لیگ (ن) واضح اکثریت حاصل کرنے والی جماعت بن سکتی تھی، جس کے امکانات اب محدود ہو گئے ہیں۔

2005ء میں سیلاب کے دنوں میں ایک پرائیویٹ ٹی وی چینل نے ''پکار'' کے نام سے تحریک انصاف کے قائد عمران خان کی Image Building کا جو آغاز کیا تھا، وہ قدم یقیناً ایک باقاعدہ حکمت عملی کا نتیجہ تھا کہ آئندہ انتخابات میں مسلم لیگ (ن) واضح اکثریت حاصل نہ کر سکے۔ طاقت کے مقامی مراکز کے مطابق Posessive میاں نواز شریف حکمرانی میں مسائل پیدا کر سکتے تھے، اس لیے دائیں بازو کی ایک نئی نیم لبرل سیاسی قوت کا ابھار، ''حکمرانی پر نگرانی''، کے لیے ''وقت کا تقاضا'' تھا۔

قومی اسمبلی کے آج کے انتخابات میں کامیابی کے لیے پنجاب کے 148 انتخابی حلقے اصل میدان ہیں، جو جماعت یہاں کثیر تعداد میں سیٹیں حاصل کرے گی اسی کی کامیابی یقینی ہو گی۔ مملکت خداداد پر ''انتخابی حکمرانی'' کے حصول کے لیے پنجاب کے ان 148 حلقوں نے ہی آئندہ سیاسی منظرنامے پر اثرانداز ہونا ہے، یہاں مسلم لیگ (ن) مزید اکثریت حاصل کر سکتی تھی لیکن اب تحریک انصاف کے ''دوسرے جنم'' نے ان انتخابات کے منظرنامے میں فیصلہ کن کردار ادا کرنا ہے۔ لہٰذا اس سارے پس منظر میں آج کے ممکنہ انتخابی نتائج کیا ہو سکتے ہیں، اس حوالے سے راقم نے ماضی اور حال کے انتخابی معرکوں اور تناظر کو سامنے رکھ کر جو ممکنہ نتائج اخذ کیے ہیں، وہ درج ذیل ہیں، ان ممکنہ نتائج کو 5 سے 10 فیصد منفی یا جمع بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

پاکستان مسلم لیگ (ن) 80	پاکستان پیپلز پارٹی 65
پاکستان تحریک انصاف 38	پاکستان مسلم لیگ (ق) 18
ایم کیو ایم 22	جمعیت علمائے اسلام (ف) 15
جماعت اسلامی 5	عوامی نیشنل پارٹی 3/2
مسلم لیگ فنکشنل 12	مختلف چھوٹی جماعتیں 10/12
بلوچستان کی مختلف جماعتیں 7	اسلام آباد 2
آزاد 35/40	فاٹا 12

ان ممکنہ نتائج کے مطابق 60 خواتین اور 10 اقلیتوں کی نشستیں جماعتوں کو حاصل ہوں گی۔ لہٰذا ان نتائج کے بعد کیسی مخلوط حکومت قائم ہو گی ہم ان ممکنہ نتائج کو سامنے رکھ کر اندازہ لگا سکتے ہیں، جس میں آزاد امیدواروں کی ایک بڑی تعداد ہو گی اور ان کی ''سیاسی ہمدردیاں'' حاصل کرنے کے لیے سرمائے کا متحرک ہونا یقینی ہے۔ مسلم لیگ (ن) اگر لچک دار رویہ پیدا کرے تو وہ وفاق میں مخلوط حکومت بنا سکتی ہے، بصورتِ دیگر دوسری جماعتیں جن میں پی پی پی اور پاکستان تحریک انصاف شامل ہیں، بڑی جماعتوں کے طور پر مخلوط حکومت بنانے کی طرف جا سکتی ہیں، لیکن پنجاب کی صوبائی سیٹوں میں پاکستان تحریک انصاف ایک بڑی تعداد جیتنے میں کامیابی حاصل کر سکتی ہے جو کہ اس کی قومی اسمبلی کی حاصل کردہ سیٹوں کے مقابلے میں زیادہ تناسب رکھے گی۔ مروجہ کلونیل، فیوڈل اور نودولتی اشرافیہ کے قائدانہ کردار کے بعد پاکستان کیسی تبدیلی سے ہمکنار ہو گا، بقول کارل مارکس ''ہر پانچ سال بعد محنت کش عوام کو یہ سرمایہ دارانہ نظام موقع دیتا ہے کہ وہ اپنے استحصال کے لیے استحصالیوں کے کسی ایک گروہ کو منتخب کر لیں۔''